کوان ہی داموں فروخت کرے۔ جب حکومت ہی غریبوں کے خیال سے غافل ہے تو تاجر حضرات غریبوں کے لوجھ کو ڈھونے پر کیوں مجبور ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے حکمراں جب تک غریبوں کے بنیادی مسائل سے واقفیت حاصل نہیں کریں گے اس وقت تک غریبوں کے مسائل وہ کس طرح حل کرنے کے اہل بنیں گے۔ غریبوں کی جھونپڑی کا نظارہ ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی ملک میں غربت و افلاس اعداد و شمار کے آئینے میں دیکھیں تو یہ بات طے شدہ ہے کہ ملک میں غریبی بہت بڑھ گئی ہے یہ کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے جو کسی بھی طرح ایک صحت مند معاشرے کے لئے باعث تشویش و افسوسناک ہی ہے۔ اور اس کا جلد از جلد سدّ باب کے لئے سنجیدگی سے کوئی حل نہ سوچا گیا تو ملک کے بھیانک مستقبل کے تصور سے ہر محب وطن کا دل مشوش ہونا قدرتی بات ہے۔

ایک طرف ملک میں غریبی کا ختم ہونا خواب معلوم دے رہا ہے دوسری طرف ملک میں بڑے اسکنڈل جو اجاگر ہو رہے ہیں اس سے راجہ مہاراجوں کے خزانوں کے قصے بھی ماند پڑتے نظر آ رہے ہیں۔ ہزاروں کی تو اب کوئی گنتی ہی نہیں لاکھوں کی قیمت ہی گھٹ گئی کروڑوں و اربوں روپے کے گھوٹالے سن سن کر طبیعت عجیب و غریب خیالات و تصورات میں غرق ہو جاتی ہے۔ وزیروں اور سرکاری افسران اور ان سے متعلق اہالی موالی تک کروڑوں و اربوں روپوں کے قصوں کہانیوں سے الف لیلوی شہزادوں کی صف میں کھڑے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور اب تو افسران و وزیروں کی ایک آدھ بیوی کا بھی قصہ اخبارات کی خبروں کی زینت بن رہا ہے۔ کیا آزادی ان ہی لوگوں کے لئے حاصل کی گئی تھی کہ وہ ملک کو خوب لوٹیں کھسوٹیں۔ کوئی انھیں چھونے والا تک نہیں ہے۔ گاندھی جی بیچارے کھدر پوشی میں ملک کی بلند تقدیر دیکھ رہے تھے وہ چرخہ کات

کات کر گھر گھر یہ پیغام پہنچا رہے تھے کہ ملک میں پہلے غریبی ختم کر و سب کو مساوی درجہ ملے اگر گاؤں کے لوگ کھدر پہن رہے موٹا اناج کھا رہے ہیں تو شہر والوں کو بھی اسی طرح کھدر پہن کر اور موٹا اناج کھا کر مساوات کا سکہ رائج کرنا چاہیے۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ آزادی کے بعد یہ سب تقریروں کی ہی باتیں رہ جائیں گی عملاً اس کے بالکل منافر چالاک اشخاص سیاسی لیڈران ملک کی دولت پر اپنا حق سمجھ کر قابض ہوں گے اور غریبوں کے حصے میں وہ ہی ہو گا جو ان کا مقدر بن چکا ہے۔ یہ کیسی ستم ظریفی ہے۔ کہ آج بھی ملک کے بیشتر گاؤں میں عورتیں پینے تک کا پانی روزانہ میلوں تک پیدل چل کر حاصل کرتی ہیں اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے زندگی کی دوسری بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے انھیں کس طرح جدوجہد و تگ و دو کرنی پڑتی ہو گی۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ساری برائیوں کی پیداوار کی واحد وجہ ملک میں اخلاص کا فقدان انسانیت کی کمی اور خود غرضی کا دور دورہ ہی ہے۔ خود غرضی اور حرص و ہوس ہمارے معاشرے میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ اب یہ چیزیں کسی کو نظر ہی نہیں آتی ہیں ملک کے ارباب حل و عقد سوئے ہوئے ہیں انھیں فکر ہی نہیں ہے کہ سماج سے اس برائی کو کیسے ختم کریں۔ حب الوطنی کا نعرہ تو بہت دیا جاتا ہے لیکن ہمارے سیاستداں نہیں سمجھتے کہ حب الوطنی کا عملی تقاضہ تو یہ ہونا چاہیئے کہ ملک میں ہر انسان مساوی درجہ کا مالک ہو، ہر شخص کو اس کی بنیادی ضرورت روٹی کپڑا مکان میسر ہو حکمراں طبقہ اخلاص و بے غرضی کے ساتھ عوام الناس کی خدمت میں مگن ہو جب سیاستداں ہی اخلاص سے عاری ہوں گے تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ ایک عام انسان کہاں سے اخلاص کو حاصل کرے گا۔ اخلاص کوئی ایسی شئے تو ہے نہیں کہ جسے بازار سے خرید کر لے آیا جائے۔ یہ تو انسانی نفس کے اختیار کی چیز ہے اور جب انسانی نفس میں اخلاص کی کوئی قدر و وقعت نہ رہے

گی تو ملک کے عوام کی کس طرح خدمت ہو سکے گی۔ وہی اسکنڈل اور مہنگائی کی بھرمار دیکھنے کو ملے گی جس سے غریب عوام کا جینا تک دوبھر ہو رہا ہے۔

یوپی اسمبلی کے انتخابات ہوئے پانچ مہینے گذر چکنے کے بعد اب وہاں بی ایس پی اور بی جے پی کے اشتراک سے حکومت کی تشکیل ہو گئی ہے۔ بی ایس پی کی مایاوتی نے بطور وزیر اعلیٰ یوپی کا حلف لیکر اپنی کابینہ بنالی ہے۔ جسمیں نصف نصف وزراء دونوں جماعتوں یعنی بی ایس پی اور بی جے پی کے ہوں گے اور چھ چھ ماہ بعد کے وقفے سے دونوں جماعتوں میں کسی ایک کو وزیر اعلیٰ کا عہدہ ملے گا۔ اس حکومت سازی سے ایک بات صاف ہو گئی ہے کہ اب سیاست میں اصول کی بات بالکل بے میل بات ہو گئی ہے جو اصول کی بات کرتا ہے وہ بے وقوف ہے دقیانوس ہے بی. ایس پی کل تک گلا پھاڑ پھاڑ کر بی جے پی کو فرقہ پرست. منو وادی، برہمن وادی پارٹی کہتی تھی مگر آج اسی کے سہارے وہ حکومت بنا رہی ہے اس سے زیادہ شرم کی بات اور کیا ہوگی اور بی جے پی کے نزدیک بی ایس پی ایک جاتی واد جماعت تھی جو ملک کے لئے خطرناک ہے کیا اس بی ایس پی کو اپنی حمایت دے کر اس نے ملک کے لئے خطرہ پیدا کیا اور جاتی واد کو بڑھاوا دینے کی اب وہ مجرم نہیں ہے کیا؟ کہنے اور کرنے میں فرق کی شرمناک مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا۔ سیاستدانوں کی باتوں میں کہنے سننے اور عمل میں جو فرق دیکھنے میں آرہا ہے وہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں شاید ہی ملا ہو۔ اب تو روزانہ ہی یہ دیکھنا ہم ہندوستانیوں کا مقدر بن گیا ہے۔

مائیکل جیکسن کے بعد اب یانی نے آگرہ میں سنگیت کے ایک پروگرام میں ہندوستان کے منچلے لوگوں کے دلوں میں مستی کا طوفان پیدا کر دیا۔ مائیکل جیکسن نے گذشتہ سال ۱۹۹۶ء

میں بمبئی کے منچلوں کے سامنے مٹک مٹک کر اور کولہوں کو ہلا ہلا کر جو واہ واہ لوٹی اسے تو ایک طرف رکھیے یہ دیکھئے کہ غریب ملک کے عوام کی جیبوں سے جو روپیہ الٹے پروگراموں کے انعقاد کے لئے نکلوایا گیا اس کا حساب کروڑوں میں بنتا ہے ہم لوگ الف لیلوی داستانیں پڑھ کر قصے کہانیوں کی دنیا میں کھو جاتے ہیں لیکن یہ الف لیلوی قصے کہانیاں تو قصۂ پارینہ بن چکے ہیں اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی میں عملاً سب کچھ دیکھ کر کیا بیت رہی ہے بس یہ نہ پوچھیے؟ مائیکل جیکسن بمبئی میں کیا آیا۔ ہندوستان کے پورے منچلوں کے دلوں پر اپنی دھاک بٹھا گیا، لڑکیاں دل دے بیٹھیں اور ارمان سجانے سنوارنے لگیں، اور لڑکے آہیں و سسکیاں بھرتے رہ گئے اور اب بانی جو آیا تو منچلوں کے دل پھر مچل اٹھے فلمی ایکٹرسیں بانی کی دیوانی ہوگئیں اسے اپنے دلوں میں جگہ دینے کے تخیل میں کھو گئیں اور منچلے نوجوان جھوم جھوم کر مستیاں بھر بھر کر جواں دلوں کی جواں ملکاؤں کو اپنے دل و دماغ کے آنگن میں بٹھا کر کروٹیں بدلنے لگے ہیں جس ملک کی تصویر یہ ہو اسے کون دنیا نوسی ملک کہے گا۔ مائیکل جیکسن اور بانی کا دیوانہ ملک کا یہ منچلا دیکھ کر سب ہائیں! ہائیں کرتے رہ گئے!۔

اشاعت کے دو اہم ذرائع

از: مفتی عزیز الرحمان چمپارنی، ریاض العلوم دھلی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

ایک اہم بات جو مدارس اور ارباب مدارس کے لئے بہت ضروری ہے عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے مدارس میں جہاں قلم سے زیادہ بذریعہ زبان، اور تحریر کے بجائے بذریعہ تقریر تعلیم و تعلم کا رواج ہے جس کے نتیجے میں طلباء مدارس میں ذوق تحریر خاطر خواہ پیدا نہیں ہو پاتا ضرورت ہے کہ ہم اس پر غور کریں۔

ہجرت سے پہلے

آج سے چودہ سو (۱۴) سال پہلے کے عہد کو جس میں کفر و شرک بھی، طغیانی و سرکشی بھی، ارتداد و دہریت بھی، لادینیت و لامذہبیت بھی، فسق و فجور بھی، عصیان و معصیت بھی، قتل و غارتگری بھی، جنگ و جدال بھی، زنا و شراب بھی، چوری و رہزنی بھی عام تھی لیکن بعثت اسلام سے پہلے کے اس عہد منحوس کو نہ ہم عہد کفر کہتے ہیں نہ ہی زمانہ شراب و زنا۔ بلکہ اس عہد کو عہد جاہلیت کہتے ہیں معلوم ہوا کہ بے علمی اور جہالت ہی سارے امراض و شرور کا سبب ہے اور سارے برائیوں کی دیواریں خشت جہالت ہی پر قائم ہوتی ہیں اور جب معلم انسانیت نے اپنا مقصد بعثت ان الفاظ میں

بیان کیا "کنت بعثت معلماً" (مشکوٰۃ ج ا کتاب العلم) تو عالم سے ساری تاریکیاں چھٹ گئیں. جو اسلام سے پہلے چھائی ہوئی تھیں اور اسلام نے تعلیمی پہلو کو اتنی اہمیت دی کہ بالفاظ قرآن فرمادیا گیا" فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (پ۱۴) اہل علم سے پوچھو اگر تم کو علم نہیں ہے. اور بالفاظ حدیث فرمادیا گیا" طلب العلم فریضة علی کل مسلم[1]" علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اور اس طرح دوسرے بہت سارے احکامات متبعین اسلام پر اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے جاری کئے گئے تاکہ فرزندان اسلام تعلیم کی اہمیت کو زندگی کے ہر موڑ پر محسوس کرتے رہیں. نیز اس کی ترویج واشاعت کی تاکید کرتے ہوئے مبلغ اسلام محسن انسانیت ﷺ نے تقریباً سوا لاکھ صحابۂ کرام کی جمعیۃ کثیرہ سے ان الفاظ میں خطاب فرمایا: "فلیبلغ الشاهد الغائب رب مبلغ أوعی من سامع" (بخاری ج ا کتاب العلم) چاہیئے کہ حاضر غائب تک پہونچائے اور بسا اوقات جس کے پاس پہونچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنیوالا ہوتا ہے اور فرمایا (بلغوا عنی ولو آیة) پہونچادو میری اگر ایک ہی آیت تم کو معلوم ہو اور مزید فرمایا: "نضر الله امرا سمع منا شیئاً فلیبلغه کما سمعه فرب مبلغ أوعی من سامع" (ترمذی ابن ماجہ، دارمی)
اللہ تعالیٰ شاداب رکھے اس شخص کو جو میری بات سنے اور اس کو من وعن پہنچا دے. بہت سے مبلغ سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔

---

[1] "مسلمة" کا لفظ مدرج ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے "موضوعات" میں اور صاحب "اللآلی المصنوعة فی احادیث الموضوعة" نے لکھا ہے۔

تحصیل علم اور اس کی ترویج پر ان الفاظ میں بشارت دی گئی ہے "من طلب العلم کان کفارۃ لما مضی" (ترمذی، دارمی) جو شخص علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو جائے گا گذشتہ گناہوں کے کفارہ کا سبب بن جائے گا۔

غرض اینکہ تعلیمات اسلام اور احکام شریعت آج چودہ سو سال سے قرناً بعد قرنٍ ونقلاً بعد نقلٍ ہم تک پہونچے اور اس طرح ان ارشادات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و فرماں بردار اور جاں نثار صحابۂ کرام بھلا کسطرح دین کی نشر و اشاعت سے راہ فرار اختیار کر سکتے تھے۔ انہوں نے اسی کو اپنا مقصد حیات قرار دیا تھا اور اطراف عالم میں دین اسلام کی قندیلیں روشن کیں اور جسطرح صحابۂ کرام نے امانت اسلام کو اپنے بعد کی نسلوں میں منتقل کرنے کی ذمہ داری سے تا دم آخر سبکدوش نہیں سمجھا اسی طرح اس کے بعد۔

تعلیمات اسلام اور احکام شریعت کو ہر جانے والے نے آنے والی نسلوں کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح ایک مدت مدید سے یہ قرناً بعد قرنٍ نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچا۔

تعلیمات دین کی حفاظت کے لئے تو بہت سے اسباب ہیں لیکن جب ہم ان اسباب کی حفاظت پر غور و فکر کی نگاہ ڈالتے ہیں تو دو ذریعے سب سے معیاری اور اساسی معلوم ہوتے ہیں ایک زبان دوسرے قلم انسان کے جواہر میں یہ دو اہم جوہر قدرت نے ودیعت فرمائے۔

چنانچہ ان دونوں صلاحیتوں کے ذریعہ انسان ما فی الضمیر کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ کو دنیا میں خواہ باطل ہو یا حق ہر ایک کی ترویج کی تہ میں ان ہی دونوں صلاحیتوں کا استعمال نظر آئے گا۔ اور زبان و قلم کے استعمال اور دماغ کی پرورش کے لئے علم و ماحول ایسے ہی ضروری

ہے جیسے جسم کے لئے روح ۔ اور یہ حقیقت بھی ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ زبان و قلم ترجمان ہیں ان حقائق اور معارف کے لئے جن سے قلوب اور اذہان مملو ہیں اور حقائق و معارف کی تحصیل نگاہ مطالعہ کے بغیر ممکن نہیں اسی لئے اولاً مطالعہ اور ان مضامین کو ذہن نشین کرنا پھر انہیں بہتر انداز اور اسلوب میں پیش کرنا ہی مرد کامل کی خوبیوں کے امارات ہیں ۔

(پہلے زبان پھر قلم) ان دونوں نعمتوں کی ترتیب میں اگر زبان کو اولیت اور قلم کو ثانویت کا درجہ باعتبار خالق کے دیں تو بہت حد تک یہ بات مناسب سمجھی جا سکتی ہے ۔

اس موقعہ سے ہم یہ عرض کریں کہ قلم کو زبان پر اور تحریر کو تقریر پر فوقیت اس اعتبار سے بھی حاصل ہے کہ اکثر اخص الخواص نے بذریعہ قلم ہی اپنے پیغامات خواص تک پہونچائے ہیں اور خواص نے عوام تک بذریعہ زبان یا بذریعہ قلم، چنانچہ یہی ترتیب احکام خداوندی کے نزول کے سلسلہ میں بھی نظر آتی ہے ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی ملک کا بادشاہ اپنے ملک میں اپنے قوانین و فرامین پہونچانا چاہتا ہے اور اپنی رعایا کو ان قوانین کا پابند کرنا چاہتا ہے تو وہ ان قوانین کو مرتب کرتا ہے اور قوانین کو وہ خود لے کر گھر گھر نہیں جاتا بلکہ اپنے کسی معتمد فرد کو اس کے لئے منتخب کرتا ہے اور وہ بادشاہ کے فرامین اور احکامات کو ایک نظم و ضبط کے ساتھ رعایا تک پہنچاتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ بھی اپنے احکامات اپنے خاص فرشتوں کے ذریعہ اپنے منتخب انبیاء کرام تک پہونچاتا ہے ۔ (آیت قرآنی سے ثبوت)

اِقرأ باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔

إقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم. علم الانسان ما لم يعلم ۔ (سورہ علق)

پڑھیے (اے نبیؐ) اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے (اے نبیؐ) اپنے رب کا نام جو باعزت ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو (دوسری ضرورت کی چیزیں بھی سکھائیں)

مولانا ثناء اللہ امرتسری اپنی تفسیر میں آیت کے ذیل میں رقم طراز ہیں کہ اصل بات یہ ہیکہ "إقرا باسم" پر جو "ب" ہے اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ "ب" ذریعہ پر ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ اللہ کے نام سے پڑھ اس معنی کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں پڑھا نہیں ہوں۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ "ب" مفعول پر آتی ہے جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام ابو عبیدہ کے حوالہ اور عربی شعر کی سند پر اس کا معنی لحاظ کیا ہے کہ قرأت کے مفعول پر "ب" بارہا آتی رہتی ہے۔ پہلا معنی دوسرے کی نسبت سے زیادہ متبادر ہے بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن مبارک ادھر منتقل ہوا۔

اس بحث کے بعد اصل بحث اس موقعہ پر یہ کرنی ہے کہ سورۃ کو لفظ "اقراء" سے شروع کیا گیا اور قرأت کا تعلق زبان سے ہے اور زبان سے دنیاوی امور زیادہ انجام پذیر ہوتے ہیں اس عموم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "اقراء" کا لفظ دو مرتبہ آیا اور قلم کا لفظ بعد میں آیا اور ایک مرتبہ آیا۔ اس سے یہ نکتہ نکلا کہ قلم کو زبان کے بعد استعمال کیا جاتا ہے اور قلم کا استعمال بلحاظ زبان کے کم ہے اور صرف خاص تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ہے۔

پس ترتیب زبان اور قلم میں ان آیات کی روشنی میں بھی زبان کو اولیت اور قلم کو ثانویت ہوگی۔ نیز قلم کے لئے فن کتابت کی اہمیت بھی ان آیات

ثابت ہوئی۔ دوسری آیت: "الم ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین" (پ ۱ ع ۱) سورہ بقرہ کی اس پہلی آیت میں بھی لفظ کتاب کا تذکرہ اسی امر کی طرف مشیر ہے کہ ہدایات منضبطہ اور احکامات مرتبہ بشکل کتاب ہوتا ہے اور صاحب کتاب اپنے قوانین و فرامین (جس کی پیروی میں فلاح و بہبود مضمر ہو) کتاب کی شکل میں پیش کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام میں تو چار ایسے جلیل القدر اور رفیع المقام نبی ہیں جن کو کتابیں دی گئیں اور ان کے علاوہ دوسرے پیغمبرانِ اسلام کو صحائف اور تختیاں عطا کی گئیں۔ چنانچہ تیسواں پارہ میں فرمایا صحف ابراھیم و موسیٰ یہاں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلاۃ و السلام کا تذکرہ ہے اور موسیٰؑ کی تختیوں کا تذکرہ سورہ اعراف کی رکوع میں ان الفاظ میں فرمایا گیا: "وکتبنا لہ فی الالواح من کل شئ موعظۃ و تفصیلاً لکل شئ فخذھا بقوۃ و امر قومک یاخذوا باحسنھا" اور ہم نے ان کے لئے تختیوں پر ہر قسم کے پند و نصائح اور ہر قسم کی تفصیل لکھ دیا ہے اس لئے اس کو مضبوطی سے تھام لو اور اپنی قوم کو حکم دیدو کہ وہ اچھی طرح اس کو محفوظ کرلیں اور حضرت یحییٰؑ سے ارشاد فرماتے ہوئے قرآن کے سورہ مریم کے رکوع نمبر ۱ میں ارشاد عز و جل ہے: "یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ و آتیناہ الحکم صبیاً" اے یحییٰ کتاب کو اچھی طرح پکڑ لو اور ہم نے تم کو بچپن میں حکمت عطا کردی۔ ان آیات کے علاوہ دوسری بہت سی آیات و احادیث کتابی شکل میں دینے کا ثبوت ملتا ہے اور یہ امر بھی کس قدر قابل اعتنا ہے کہ قرآن کے معاملات کے سلسلہ میں حفظ محض پر قناعت کیا نہ اسے غایت احتیاط قرار دیا ہے بلکہ انتہائے احتیاط یہ ہے

کہ کتابت کا التزام معاملات میں کیا جائے اس کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: "یاایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ان یکتب کما علمہ اللہ فلیکتب" (پ۳۔ ع۷)

آیت کریمہ سے تداین میں اہتمام کتابت کے لئے تاکیدی حکم کے ساتھ فن کتابت کا فضل الٰہی اور نعمت معبود حقیقی ہونا بھی ثابت ہوا اور اس کے شکر گذاری کا حکم بھی معلوم ہوا۔

اس سے یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جاتی ہے کہ قلم اور تحریر باعتبار زبان کے زیادہ اہمیت و نزاکت کا حامل ہے۔ عہد نبوی کے روشن ایام جنمیں تعلیم بھی ہے تبلیغ بھی سیاست بھی، اقتصادیت بھی، جلوت بھی اور خلوت بھی، عوام سے بھی ساتھ ہے اور شاہان عرب و عجم سے بھی لیکن آپ اپنی دعوت عوام تک بذریعہ زبان اور شاہان عرب و عجم تک بذریعہ قلم پہونچاتے ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف جلد اکتاب الایمان میں اس خط کو امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے۔ جو آپؐ نے شاہ کسریٰ ہرقل کے پاس بھیجا۔

• بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ من محمد عبد اللہ ورسولہ إلی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی۔ امابعد۔ فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین ویا اھل الکتاب تعالوا إلی کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (بخاری ج ۱)

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف، اسلامی ہم

اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد۔ میں تجھ کو اسلام کی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ اسلام قبول کر کے تو دائرہ سلامتی میں داخل ہو جا اللہ تعالیٰ تجھے دو گنا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو نے اس دعوت حق سے منہ پھیر لیا تو تجھ پر اریسین کا گناہ بھی ہو گا اور اے اہل کتاب آجاؤ تم لوگ ایسے کلمہ کی طرف جو برابر ہے تمہارے درمیان یہ کہ نہ عبادت کریں ہم مگر اللہ ہی کی اور شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ رب بناوے ہم میں کا بعض بعض کو اللہ کے علاوہ پس اگر تم لوگ منہ پھیرو تو تم لوگ گواہ رہو اس بات کے کہ ہم مسلمان ہیں۔

غرض اینکہ دحیہ کلبی کو قیصر روم کی طرف عمر بن عمیہ ضمریٰ کے ہاتھ حضرت جعفر بن ابو طالب اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں شاہ حبشہ کے پاس عبداللہ بن حذافہ سہمی کو حاکم یمامہ حوصہ بن علی کے پاس سابط ابن عمرو کو ہجر کے حاکم مناظر بن ساوی کے پاس علی بن حضرمی کو اور عمان کے دونوں حاکموں جفیہ عیاد کے دونوں بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص کو متدلہ ابن حارث مسانی کے پاس شجاع ابن وہب اسری کو (طبرانی) حافظ فتح الباری جلد نمبر ۸ صفحہ ۸۹ میں لکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ ذی کلاہ کے پاس اور دیگر سارے بادشاہوں اور سرداروں کے پاس بذریعہ تحریر پیغام پہونچایا اور اس کے نتیجہ میں بعض نے قبول کر کے دارین کی سعادتیں حاصل کیں اور بعض ٹھکرا کر دنیا و عقبیٰ کی ذلتوں کے مستحق ہوئے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیغام حق بلقیس ملکہ سباء کے پاس ہدہد پرندے کے ذریعہ ارسال فرمایا اور اپنا فرمان بذریعہ خط جاری فرماتے ہیں۔

قرآن نے اس کو نقل کیا ہے۔ صاحب جلالین رقم طراز ہیں۔

من عبد اللہ سلیمان بن داؤد إلی بلقیس ملکۃ سباء بسم اللہ الرحمن الرحیم والسلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد۔ فلا تعلوا علی واتونی

مسلمین ثم طبعہ بالمسک وختمہ بخاتمہ ثم قال لھد ھد اذھب بکتابی ھذا فالقہ الیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا یرجعون۔"
(م ت ۳۱۹ پ ۱۹ ع ۱۸)

اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی طرف سے ملکہ سبا بلقیس کی جانب اس اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت کرم والا نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے بہرحال تم پر یہ حکم ہے کہ تم میرے اوپر سربلندی نہ اختیار کرو، فرمانبردار بن جاؤ۔ پھر اس خط پر مشک سے مہر ثبت کیا پھر ہدہد سے کہا کہ میرے اس خط کو ان کے پاس لے جاؤ اور ان کے سامنے ڈال کر دیکھو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے خط کے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ اتنے ہی ہیں:" انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمان الرحیم الا تعلوا علیّ واتونی مسلمین" (پ ۱۹ ع ۱۸) اور اس کے بعد جب وہ خط ملکۂ بلقیس کے پاس پہنچا تو اس نے مشیرین کار کو اکٹھا کیا اور اس خط کو قوم کے سامنے پیش کیا اور کہا۔

"قالت یا ایھا الملؤا افتونی فی امری ماکنت قاطعۃ امراً حتیٰ تشھدون قالوا نحن اولوا قوۃ واولوا بأس شدید والامر الیک فانظری ماذا تامرین" (پ: ۱۹)

کہا ملکۂ سبا نے ملک کے دانشورو اس معاملہ میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے میں تمہاری رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتی تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ صاحب قوت اور جنگجو ہیں مقابلہ کریں گے۔

قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلک یفعلون۔ (پ: ۱۹ ع ۱۹)

(ملکہ سبا نے کہا) لیکن بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد مچاتے ہیں اور باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اس لئے اس پر غور کریں۔

اس مثال سے بھی واضح ہوگئی کہ دعوت حق اور دیگر پیغام امن وسلامتی بذریعہ قلم دعاۃ اسلام اور مبلغین اسلام نے انجام دیئے ہیں۔

بذریعہ قلم دین کی پائیدار حفاظت

اس کے بعد ہم اس پہلو پر غور کریں کہ آج چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی ہمارے پاس جو قرآن وسنت کی امانت من وعن اپنی حالت میں موجود ہے اس کے اسباب اساسی کیا ہیں؟ یہ ایک ایسی حقیقت مسلمہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن بھی کتابت اور تحریری کوشش کے سبب آج بھی موجود ہے چنانچہ ایام نزول میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا مکمل اہتمام بالالتزام فرمایا کہ نازل شدہ کوئی آیت بلا کتابت کے نہ رہ جائے نیز آپؐ اسے حفظ کرنے کی کوشش فرماتے کہ مبادا خدائے ذوالجلال کی طرف سے اترنے والا کوئی حکم ذہن سے اتر نہ جائے چنانچہ قرآن کے ۲۹ ویں پارہ میں سورہ قیامہ کے پہلے رکوع میں فرمایا گیا۔

"لا تحرک به لسانک لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرانٰه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه۔" قرآن کے نازل ہونے کے وقت اپنی زبان کو جلدی حرکت نہ دیجئے بے شک اس کا جمع کرنا ہمارا کام ہے اس لئے ہم جب پڑھائیں تو اس کے بعد پڑھا کیجئے پھر ہم اس کو آپ کے اوپر بیان کریں گے۔

توجس طرح قرآن کی حفاظت کے سلسلے میں آپ بڑی عجلت سے کام لیتے تھے اسی طرح آپؐ نے کچھ کاتبین بھی مقرر فرمائے تھے چنانچہ حضرت زید بن ثابت حضرت